یہ حال دیکھ کے چپ ہو رہے وہ بھر کر آہ
پھر آئے خیمے میں لے اس کو یہ حکایت ہے

یہ حضرت گود میں بالو کے دے کے فرمایا
وہ آپ ان نے تو پیکان تیر سے پایا
شتاب لے کے میں سیراب اسکو کر لایا
ہمارے واسطے جو شربت شہادت ہے

یہ حال دیکھ حرم میں ہوا یہ غل برپا
کوئی سر اپنا کوئی منہ کو اپنے پیٹے تھا
کہ جسکو کہتے ہیں شور قیامت کبرا
کہے تھا کوئی غضب آج ہم پہ آفت ہے

پڑا تھا گود میں مادر کی اپنے وہ معصوم
کریں تھیں خاک کڑی سر پہ زینب و کلثوم
ہر ایک دیکھے تھا اسکا چھدا ہوا حلقوم
غرض یہ نقل نہیں حشر کی مصیبت ہے

تمام اب آگے سخن مہربان ہو خاموش
حسن حسین یہ تا کہہ کے صبح ماریں جوش
کہ سامعوں کو رہیں آج اسقدر تو ہوش
نظر کرا سپہ کہ حضارو کی جو حالت ہے

غرض کہا ہے یہ ایسا ہی مرثیہ تو نے
علاج عفو جرائم کا یہ کیا تو نے
کہ اسکی مزد میں جنت میں گھر لیا تو نے
شفیع حشر ترا حضرت رسالت ہے

مرثیہ حضرت امام

کربل میں جو پہونچے تو ہوا اسکو یہ منظور
بولے شہ دین سعی کرو اپنے بمقدور
پانی پہ کریں خیمہ کہ ہے جنگ کا دستور
نزدیک رضا حق کی ہے ہو پانی سے گو دور

کب مٹ سکے جو دفتر قسمت کی ہے تحریر
اب جتنے ترے کام ہیں دے سونپ بتقدیر
آتی ہے یہی غیب سے آواز کہ شبیر
تدبیر یہ کہتی ہے رکھو یاں مجھے معذور

خیمہ ہو لب آب تم اسکے نہ ہو در پے
تیغ و تبر و دشنہ و خنجر میں بھی تو ہے
ہر طرح کٹیگا ہمیں یاں آب ہے وہ شے
سب ال کے وہی پہونچینگے ہو حرم مرور

ہر چند عطش بیچ ہے پانی کی حلاوت
پر آب خنجر دے ہے جو کچھ پیاس کی لذت
پہونچینگے لسے اہل جہان تا بقیامت
سمجھے یہ وہی ساقی کوثر کا جو ہو پلور

ظاہر میں جو دیکھو تو بہت تلخ ہے یہ آب
خوش طالعی انکی ہے نہیں اسکو جو احباب
تاثیر یہی باطن ہے وہ کی قند میں نایاب
کب انکے نصیبوں میں ہے جو لخت رکھیں نور

یاں دیکھی کہتا ہے سبھی رہبر جنت
زخم دم شمشیر ہے تن پر در جنت
اب دو ہی قدم تم سے رہا کوثر جنت
خنجر کی رگ گرہ حلق پہ ساغر بکف حور

القصہ رفیقوں سے یہ کہتا تھا وہ سرور
اترا ہے مخالف کا لب آب پہ لشکر
ناگاہ خبردار نے دی یوں خبر آکر
اس قصد پہ تا پانی کو کر لیجیے محصور

یہ سنکے خبردار سے بولے شہ ابرار
ان سے یہ کیا عرض کہ اے دین کے سالار
اس فوج کا تو دے یہ نشان کون ہے سردار
حُر ابن ریاحی کہ اُسے بولے ہے جمہور

آگے یہ روایت ہے کہ جسوقت ہوئی شام
ہوا امر تو بھیجون مین باخفا شہ عظام
بھیجا شہ ابرار کو تب حُر نے یہ پیغام
کچھ عرض مجھے خدمت عالی مین ہے منظور

القصہ وہ حاضر ہوا لے حکم شہنشاہ
یہ قوم ستم پیشہ تری سخت ہے بدخواہ
بولا یہ تصدق ہو کہ جان نبی اللہ
سمجھائے نہ سمجھین گے ہین کثرت پہ یہ مغرور

جسوقت پکا کھا کے رہین خیمے مین یہ سو
خاطر مین جدھر آئے ابھی جا تو اُدھر کو
بہتر ہے ترے حق مین کہ تو یان سے روان ہو
روزانہ جو ہو کوچ تو مانع ہون یہ مقہور

حُر نے یہ سخن کرکے قبول اسکو دعا دی
فرمانے لگے راہ جو تو ہمکو بتا دی
نزدیک خدا اپنے پہ جنت کو نہ جا دی
حق تجکو قیامت مین رکھے ہمسے ہی محشور

پھر آگے یہ لکھتے ہین کہ مہتاب چھپا جب
سرور نے مرخص کر اُسے کوچ کیا تب
اور نظروں مین آفاق کے تاریک ہوئی شب
جسطرح وہ شب گذری اُسے کیا کرون مذکور

حیرت زدہ جاتا تھا چلا دین کا سالار
نے مشعلین ہمرہ نہ بلیتے ہی تھے دو چار
نے راہ سے واقف نہ کسی دہ سے خبردار
اور رات یہ تاریک کہ جیسے شب دیجور

ساتھ اُسکے جمازون پہ سراسیمہ و بدحال
گرمی سے عرقناک یہ سب شمع کی تمثال
عترت نبی اللہ کی ساری مع اطفال
محمل تھی گھٹا ٹوپ مین فانوس کے دستور

اس شب کی سیاہی نے غرض مارا تھا یہ جوش
جاتے تھے چلے یون یہ مصیبت زدہ خاموش
گردون کی بھی گردش کی ہوئی راہ فراموش
تا پائون کی آواز کسی کی نہ سنے مور

نے علم بلندی سے نہ آگاہ زپستی
ہر گام سمجھ سوے عدم اپنی وہ ہستی
معلوم نہ ویرانہ ہی تھا اُنکو نہ بستی
جاتے تھے چلے امر پہ حق کے ہوئے مامور

اُس شب کی مصیبت مین کہا تک کرون تقریر
پائونمین بھری جادہ نے ہر ایک کے زنجیر
سو کوس پہ چلے ہونگے کٹی راہ نہ دو تیر
اُس قطع زمین سے نہ کسی طرح پڑے دور

جس جا پہ ہوا کوچ وہین پہونچے وہ جسدم
مرکب شہ مظلوم کا چلنے سے رہا تھم

ہر چند اسے شاہ نے مہمیز کی پیہم
آگے نہ رہا اسکو قدم رکھنے کا مقدور
اتنے مین جو ہوتا ہے گریبان سحر چاک
دیکھا تو یہ سمجھے ہے وہی دشت خطرناک
بولے شہ دین آل نبی کی ہے یہین خاک
بہتر ہے کہ خیمہ کرین اس جا یہ بدستور

آگے یہ لکھے ہین کہ جو خیمہ ہوا برپا
اور خیمہ مین داخل ہوے شہ جسگھڑی اسجا
تھے اہل حرم جتنے انھین سامنے بلوا
بولے کہ خدا کا مجھے آیا ہے یہ منظور

اس دشت مین اپنا مین کرون نذر خدا سر
جاؤن نہ مدینے کیطرف لیکے تمھین پھر
ہو دوست مرا وہ جو رہے اس امر مین صابر
تم رہیو رضا اُسکی مین سب طرح سے مسرور

رو رو کے یہ سن کہنے لگین زینب و کلثوم
وہ روز ہو فہرست شب و روز سے معدوم
جس روز سے ہون ہم ترے دیدار سے محروم
اور طفل ترے نام یتیمی سے ہون مشہور

گر تو ہو دنیا مین تو کیا جی کے کرینگے
ہم درد جدائی کا ترے کیونکہ بھرینگے
ہر آن تری یاد مین رو رو کے مرینگے
پڑ جائینگے پھر آنکھون مین ہر ایک کے ناسور

بولے شہ دین اس مین بس اپنا نہ چلیگا
یہ امر کسو طرح سے ٹالا نہ ٹلیگا
سر دھڑ سے مرے کاٹتے ذرہ نہ ٹلیگا
کیسا ہی جو کاٹیگا رگ گر کوئی مقدور

غارت مرے سر کٹنے کی بعد از تمھین ہونا
پھر نیند تمھین شقیون کے ہاتھون سے نہ سونا
مت رو تم ابھی سے کہ تمھین آگے ہے رونا
کرب و مصیبت کو مری تا بلب گور

جیویگا سو دیکھیگا جو کچھ رووگی باہم
رووینگے سبب یہین بہت اور لخت جگر کم
بھائی کو رووگی کہ بھتیجون کو ہر اک دم
وہ وقت قریب آنکے ہوئیگا نہین دور

اکبر کے لئے جس گھڑی شمشیر رووگی
اصغر کے لگا جب کہ گلے تیر رووگی
عابد کے گلے دیکھ کے زنجیر رووگی
اسواسطے کہتا ہون نہ رو رو کے ہو بے نور

جب کہہ چکے سرور یہ سخن بادل غمناک
تم زینب و کلثوم کی آنکھون نے کیا پاک
راوی نے لکھا کر کے گریبان قلم چاک
ہے ساتوین تاریخ محرم کا یہ مذکور

پانی شب ہشتم ہر غریبون نے نہ پایا
ناچار ہو تب یہ خیمہ شہ دین نے کھدایا
پانی وہ پیا آپ بھی اور سب کو پلایا
اور کتنی جو مشکین تھین انھین کر لیا معمور

بعد اسکے یہ لکھتے ہین کہ وہ چشمہ ہوا گم
اور پیاس سے لشکر مین پڑا شہ کے تلاطم
تاریخ نہم سعی مین پانی کے تھے مردم
دسوین کا تو احوال ہے آفاق مین مشہور

اب آگے تو سودا نہ کر اس حال کو اظہار
دیوین یہ صلا اسکا تجھے احمد مختار
یہ چپ رہ کر سنی بات کو لازم نہین تکرار
ہو ساتھ ائمہ کے قیامت مین تو محشور

مرثیہ دیگر حضرت امام

کہا سرور نے زینب سے سکینہ اب تمھاری ہے
تمھین مین سونپتا ہون اے بہن بانو کی پیاری ہے
مریگا آج کے دن باپ اسکا یہ بچاری ہے
اسے دلگیر مت کیجیو یہ میری یادگاری ہے

بنا گرد یتیمی سے خمیر آب و گل اس کا
نہ لاوے تاب رنجش کی مزاج اب ایک تل اسکا
ہوا ہے زیادہ شیشے سے بھی نازک خلق دل اسکا
جدائی کا مرے سینہ یہ اسکے زخم کاری ہے

نہو ایسا کہ میرے بعد اسکا دل ہو افسردہ
دلاسے ہی مین رکھیو تم اسے اب یہ پدر مردہ
نہونے پاوے اے ہمشیرہ خاطر اسکی پژمردہ
مری غربت کی مارو نہین نپٹ غربت کی ماری ہے

بہت یہ ناز پرور ہے نہین جیتی یہ سہنے کی
نہ طاقت ہو کبھو حرف درشت اب اسکو کہنے کی
کہان یہ تاب اسکو ہے کسو کی سخت سننے کی
جو اسکی سانس ہے سو دل پہ اب اسکی کٹاری ہے

مرے فرزند اور بھائی بزیر تیغ سب آئے
کرونگا کیا مین اب جیکر بہت سے خون جگر کھائے
خدا کا امر جو کچھ تھا وہ سب ملکر بجا لائے
مجھے رخصت کرو جلدی سے تم اب میری باری ہے

سکینہ سنکے یہ رونے لگی بابا کے لگ چھاتی
جو یون ہوتا تو یہ دکھ کاہیکو مین دیکھنے پاتی
کہا اب بھائیون کے ساتھ ہی مجکو بھی موت آتی
عجب اسوقت دل اوپر مرے احوال طاری ہے

سبب کیا ہے کہ جاتا ہے یہاں سے پھر نہین آتا
جو اسکا تن اٹھا لاتے سو تم تو سر نہین آتا
مجھے باعث بتاؤ تم وہ کس خاطر نہین آتا
جسے مین دیکھتی ہون گردن اسکی تن سے نیاری ہے

جو کوئی ہے تمھارے گرد بیٹھا آج روتا ہے
مجھے ظاہر مین اس حالت سے یون معلوم ہوتا ہے
جگر کے خون سے ہر اک مژہ اپنی ڈبوتا ہے
کہ تم باہر نجاؤ آج کا دن تمپہ بھاری ہے

نہو گے تم تو کیا جانے کدھر سب دربدر ہونگے
کسیکے چشم انکے حال پر کاہیکو تر ہونگے
خدا جانے کہ کسکے در پہ یہ اور کس کے گھر ہونگے
یہ جو روتی ہین تم بن کسکو انکی غمگساری ہے

اسی اثنا مین لے اصغر کو اپنی گود مین بانو
یہ بچہ پیاس سے مرتا ہے لا پانی کہین سے دو
لگی کہنے یہ رو رو انکے آگے سالار دو جگ کو
کہ اب شدت سے اسکو تشنگی کی دم شماری ہے

یہ سن اصغر کو شہ کاندھے لگا میدان مین آئے
صف اعدا کے آگے جا زبان پر یہ سخن لائے